۴۸۶

النور والضیاء

مجموعۂ فقہ

حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب شوق پپلانوی
شعبہ تالیف جامعہ محمودیہ رضویہ (لیاقت آباد)
ضلع میانوالی

(محمودیہ پرنٹنگ پریس

من لم يجعل الله له نورا فما له من نور

النور والضیاء

فی

حقیقۃ البشریۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عبدہ از فہم تو بالاتر است — زانکہ او ہم آدم و ہم جوہر است

جوہر او نے عرب نے اعجم است — آدم است و ہم ز آدم اقدم است

مدعا پیدا نگردد زیں دو بیت — تا نہ بینی از مقام ما رمیت

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

منجانب: شعبہ تالیف مدرسہ اسلامیہ محمودیہ

متصل جامع "ریاض الجنۃ" اہلسنت والجماعت پیپلاں

(لیاقت آباد)

گذارشِ احوال

۱۵ ۲ محرم

آج کل معاندانہ خدمتِ دین اور اصلاح و استحکامِ اسلام کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں کو فریب کے لئے کتابچوں پمفلٹوں کی ایک مسلسل کھیپ رسالوں مقالوں کا ایک عظیم طوفان بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتا چلا آرہا ہے جن میں صحابۂ امت پر تبرا کرنے کے سوا اہلِ حق کو کافر و مشرک کہنے کے علاوہ علمی تحقیق و تفتیش اصلاح و ضرورت کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ ان نفرت و عداوت کے محرکوں کو دیکھ کر دل اور ان کے آنسو رونا ہے۔ یہ حکمتِ قرآن کے منفرد اور روحِ حدیث کے سمجھ کاش کبھی تو لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ؟ کے فرمانِ خداوندی کی گہرائیوں تک پہنچ سکے ہوتے اہلِ سنت والجماعت کے علماء متقدم ہوں یا متاخر سابق ہوں یا لاحق۔ کے مقابلہ میں اپنے تبحرِ علمی اور قرآن دانی کے خیالی ڈھول پیٹنے والے "ابوجہل دوران" کاش ایک لمحہ فرمانِ الٰہی وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ کے فلسفہ و حکمت پر غور فرمالیتے تو انہیں ان علماء کے لکھنے کی زحمت ہی نہ ہوتی۔ [illegible] ایک شام

تھی کہ زیادہ وہ حضرت شوکت علی صاحب ہیں جنہیں ہم محض بیت رب کی زیارت اور دلی
دو دیرینہ منیہ باری سے محض اضطرابی جوش میں ہو گئے۔ جب کعبہ کا تقاضہ کرتے تھے
لیکن ساتھ ہی ایک ابن الوقت گروہ شیعہ مذہب کی معتقد لائیوں کے ساتھ کل پنجاب
کے رہنے والے بھاڑ سے کے مولوی صاحب کی سینہ عزازی حضرت چودھری محمد احمد
کی استفادہ کے لئے جنہ جذبات میں اس حد تک مصروف تھے کہ نجدی سپاہیوں کے
ہر وقت میں حضرت مولوی صاحب بہت الطرق سے دعا کرتے کہ تمام وہ لوگ
جنہوں نے رسالت کو ختم کیا مشرک و کافر ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اچانک ایک مرد مومن سے جو غالباً ہندوستان کا باشندہ تھا بڑی جرأت سے یوں
سوال کیا مولوی اگستاخی معاف کیا آپ تاریخ کے صفحات میں کسی ایسے مولوی
یا امت وعظ کی نشان دہی فرما سکتے ہیں جس نے کلمہ شریف میں علم حاصل
کیا ہو اور پھر کسی دوسرے ملک میں جا کر ایک کافر کو بھی مسلمان کیا ہو یا کسی
ایک بت پرست کو سیدھا کیا ہو جنہیں تم مشرک و کافر گردان رہے ہو
انہوں نے تو ولایتوں پر گشت و اشاعت کی رہبری کی ہے۔ ہر طرف بھٹکوں کی
دستگیری فرمائی ہے اور لاکھوں بت پرستوں کو زیر کلمہ کیا ہے۔ مولوی صاحب
بالکل خاموش اور لب بستہ ہو گئے اس مرد میدان نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ
سے مضبوطی کے ساتھ ان کی دوشال پکڑ لی اور مولانا نے اپنے سر کے عمامہ کو جو بیٹھے
رکھا تھا اور بڑی چابک دستی سے اس غیرت مند نے مقدس پر الٹ دیا جناب چڑھا کا

شروع تھا اور محافظ سپاہیوں سے ملے ہاتھوں ہاتھ لیا پھر نہ معلوم کس [illegible]

کیا گیا۔ جو کیفیت ہے ایک بہت بڑی تاریخی صداقت ہے ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے

جس کا انکار [illegible] کرم [illegible] ہے۔ وہ چہرے کو [illegible] کے بڑا ہے

ماشاء اللہ ہم انہیں مقدس وہ بزرگ یہ جیتیوں کے نام لیوا ہیں۔ جن کی قلندری

و بے نیازی [illegible] سلطانی صفت درویشی کا صدقہ اسلام عرب سے ہو ایران سے

نکل کر [illegible] کے حلقے سے ہی ہندوستان کے سر زمین اور شہر [illegible]

کی طرح داخل ہوا [illegible] کا قدری اسلاف اور [illegible] آیا۔ انہیں کی

نسل سے [illegible] چشتی پہنچے تھے۔ جنہیں تم آج رحمۃ اللہ علیہ اور [illegible]

[illegible] تمہاری آئندہ نسلیں ان بزرگان حق کو جنہیں تم آج [illegible]

وحشت [illegible] کے لقب سے [illegible] وحشی تسلیم کریں گی [illegible]

[illegible] تو دنیا انہیں [illegible] بھول جائیگی [illegible] آپ مر جائیں گے

[illegible] نسلیں تمہاری یہ تمام [illegible] یہ ساری [illegible]

[illegible] ثواب [illegible] تمہاری نفرت انگیز [illegible] وظیفہ [illegible] کو

[illegible] ہو سکتا ہے۔

نام نیک رفتگاں ضائع مکن

تا بماند نام نیک یادگار !

بے مثل کی تصویر

کائنات ارضی و سماوی کا ہر گوشہ اس بے مثل تصویر کے نقش و نگار سے مزین ہے۔ انفس و آفاق کا ہر ذرہ اسی جلیل تنویر کی نورانی شعاعوں سے آئینہ صفت ہے۔ سورج اور ستارے، دریا، سمندر اور کنارے، دشت و بیابان اور سر بفلک کوہسار تمام دیہات و امصار اور جمیع صحرا و گلزار موجود و موجود اس محبوب کے سہارے ہیں واللہ در القائل۔ ؎

نہ سبزہ نہ پتے نہ گلشن نہ مالی
نہ غنچے نہ کلیاں نہ بوٹے نہ ڈالی
و محمد ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

فرمایا۔ لولاک لما خلقت الدنیا۔ یہ کیا صورت شمس احدیت کا عکس انوار ہے۔ بیشک خالق ہر شئے کی ذات کی تشبیہ جو مثل بے مثال ہے اور اس نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بے مثل بے مثال پیدا فرمایا ہے۔ کیونکہ بے مثل کا نقشہ مثل

ہی سمجھنا چاہیئے۔ غور فرمائیے۔

(۱) جب ہم قول و فعل میں شب و روز کے احوال و اعمال میں علم و احکام میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے قول و فعل کو کسی کے علم و احکام کی اتباع ناجائز سمجھتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں کسی غیر کی فرماں برداری کو شرک گردانتے ہیں تو عملاً و اعتقاداً ہم انہیں بے مثل اور بے مثال ہی مانتے ہیں ورنہ کبھی تو ان کے بالمقابل کسی اور کا کہنا مان لینے کو شریعت سمجھتے

(۲) تمام انبیاء صورت و سیرت شوکت و شان میں ایک دوسرے سے فائق آئے ہیں کہ فرمایا۔ فضلنا بعضهم على بعض۔ لیکن ہر پیغمبر کو ظاہری عیب سے مبرا یعنی نقائص سے پاک کرکے ہی اللہ تعالیٰ نے دنیا والوں کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

ما بعث الله نبيا قط الا حسن الوجه
حسن الصوت او كما قال صلى الله عليه وسلم

یعنی اللہ تعالیٰ نے کبھی ایسا شخص رسول بنا کر نہیں بھیجا جو خوبصورت اور خوش آواز نہ ہو۔

(۳) آپ کا جمال ظاہری بے مثل بے مثال تھا۔ جب سورج کی روشنی میں چلتے تو رخ زیبا کا عکس آئینہ کی طرح دیوار وغیرہ پر پڑتا۔ اگر ہنس دیتے تو اندھیری راتوں کی تاریکیاں دور ہو جاتیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے

نہ از مثلہ قبلہ ولا بعدہ۔ یعنی نہ ان کی مثال نہ ان سے پہلے والوں
میں دیکھی نہ بعد والوں میں ۔

(۹) آپ کمالات باطنی فیوض و برکات خوارق و معجزات میں بھی بے مثل تھے
نہ آپ کے زمانہ میں کوئی دیکھا۔ نہ آپ سے پہلے کوئی سنا۔ ان صفات کی عجیبہ
اور خوارق عجیبہ کی وجہ سے جس نے دیکھا نہیں ورنہ کہا۔ فرشتے آپس
میں ایک دوسرے کی مثل تو ہو سکتے ہیں لیکن فرشتوں نے بھی آپ کو دیکھ کر
بے مثل ہی سمجھا اور طلوع الی اللہ کہا ۔

(۱۰) مازاغ جس کی نگاہوں کی صفت۔ والیل جس کی زلفوں کی تعریف ہے۔
والشمس جس رخ انور کا صدقہ ہے۔ والضحیٰ جس کے چہرے کا نقشہ ہے جس
کا ہمسر لگتا ہے اس کا ثانی کہاں ہے وہ خود اپنی زبان فیض بیان سے
فرمائیں۔ لست کاحد منکم

(۱۱) قرآن اللہ تعالیٰ کی کلام ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل ہے
اسی طرح اس کی صفات بھی بے مثل ہیں۔ وہ بالاتفاق قرآن کریم جامع کمالات
وحسنات ہے۔ مافوق تعلقی و عجیب ہے۔ تو جس طرح یہ پاک کلام نازل ہوا اس کی
مثل کلام دوسرا کس طرح ہو سکتا ہے۔ خدائے قدوس نے فرمایا۔

فاتوا بسورۃ من مثلہ ان کنتم صدقین

اس کی طرح ایک سورۃ ہی بنا لاؤ اگر تم سچے ہو۔ مفسرین نے لکھا ہے۔

کر ان متولی ضمیر حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے تو معنی ہوگا قرآن خود بھی بے مثل ہے ۔ لیکن ایسے شخص کی حقیقت جس پر یہ نازل ہوا ہے وہ کون ہے ۔ دکھاتے کیوں نہیں منہ کیوں چھپاتے ہو ۔ او مشکلہ ذرا آئینہ تو دیکھو ۔ خدا کی مار ان پر پھٹکار جیسے ساری خلق کی لعنت و نحوست ان مبغوض و منفور چہروں پر برس رہی ہے ۔ عیاذاً باللہ ۔

(۷) بھلا جسے خود رب العالمین قرآن میں محمد کہیں تورات میں احمد کہیں انجیل میں محمود کے نام سے پکاریں ۔ محمد کے یہ تو مشتقات تھے جو اس کی ذات بابرکات ختم ہو گئے پھر اس کی مثال کہاں سے آ سکے ۔ جس کی خلقت پر خود بنانے والے کو ناز ہو ۔ اور پھر جب اس بے مثل محبوب نے حقیقت کے آئینے میں اپنے رخ انور کی جھلک دیکھی تو بے ساختہ زبان سے نکلا ۔

انا اعلمکم واخشاکم واتقاکم

جسے یاروں نے دیکھا تو احسن الناس اجود الناس اکرم الناس پکار رہے ۔ کقول انس رضی اللہ عنہ کان احسن الناس اجود الناس واشجع الناس متفق علیہ ۔ جنہوں نے دیکھا اس کی راہ میں آنکھیں بچھائیں ۔ اس کے قدموں پر دل نچھاور کیے ۔ اس کے حکم پر اپنے اور اپنوں کے سر کٹوا دیئے ان ایمان سے محروموں کو جبرائیل کی آنکھوں دیکھنے والا قرآن سنانے کو قرآن والے سے خود قرآن سننے والوں کو یہ شخصیت کی آواز کیسے سنائی دیتی

کوئی مثل اس کا ہم رنگ نظر ہمیں نہیں آیا
پھر تو کہیئے کہ یہ آخر کیا تھا

(۸) احد، اکرم، احسن یہ سب اسم تفضیل کے صیغے ہیں۔ لغت عرب میں مدح، حمد اور صفت کو باقی ناس سے مستثنیٰ کرنے ہی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اسم تفضیل وہ صفت ہے جو دوسرے میں موجود نہیں ہوتی۔ احد و محمود جب تک اس صفت میں بے مثل نہ ہو نہ مفضل کہا جاتا ہے نہ مفضل علیہ۔

(۹) اگر کسی چیز میں دوسرا اس کی مثل ہے۔ تو وہ افضل و اکرم نہیں ہو سکتا جب تک متکلم کا منشاء معنی غیر کم نہ کیا جائے وہ سب سے افضل نہیں ہو سکتا اسلئے کہ بعض اشرف علم عام عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ وحی الٰہی اس بے مثل حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ یہ وحی الٰہیہ بھی ایسی صفت ہے کہ یہ صفت کوئی انسان دوسرے انسان کو کوئی امیر اپنی رعایا کو کوئی حاکم اپنے محکوم کو کوئی بادشاہ اپنے غلام کو ہرگز ہرگز عطا نہیں کر سکتا۔ فرمایا۔

واللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ

صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس نے اپنی رسالت پھر کس کا سپرد کرنا ہے لہٰذا ظاہر ہی ہے کہ وہ بے مثل ہی ہوگا۔ ورنہ دوسروں سے اہل رسالت و نبوت ہونے کی تخفیف کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ غور کیجئے۔

(۱۰) جس نے وحی کیا وہ بے مثل جو چیز وحی کی گئی وہ بے مثل جس کے سینہ پر کی

طرف دھیان دیا گیا وہ بے مثل نہ ہو تو بھی دونوں چیزوں کی بے مثلی خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔ اس لئے قرآن نے بشریت بشری سے سوا مثلی انما انا بشر مثلکم میں مماثلت کا ذکر کرکے فوراً یوحیٰ الیّ فرما کر حقیقت محمدیہ علیہ التحیۃ والتسلیم کو بے مثل کہہ دیا۔ تاکہ کوئی کافر انہیں اپنے جیسا اور من کل الوجوہ اپنی مثل نہ سمجھنے لگے چونکہ کفار صورت کی مماثلت کو حقیقت کی مماثلت سمجھتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ جل مجدہ جگہ جگہ قرآن میں کفار پر ناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں۔ ان عقیدوں پر وعیدوں کی بارش برساتے ہیں۔

انظر کیف ضربوا لک الامثال

دیکھئے تو سہی کہ کن جزوں میں یہ اپنے آپ کو تمہاری مثل کہتے ہیں۔ کفار تمہارا صحابہ کرام کے جم غفیر کو خود دولت نبوت سے ایک مثل کا دعویٰ ملاؤ۔

الغرض قرآن ہدایت ہے آپ بھی ہدایت ہیں قرآن رسول ہے۔ آپ بھی رسول ہیں۔ قرآن کتاب ہے آپ بھی کتاب اللہ ہیں۔ قرآن مسلمہ صحیح بے مثل ہے۔ فرمایا۔ لا یاتون بمثلہ۔ لہٰذا

لہٰذا جسے بے مثل مشابہ ہو وہ بھی یقیناً بے مثل ہی ہو گا۔ وہ قرآن صامت ہے۔ یہ قرآن ناطق ہے۔

وہو الحق ونحن علیہ ربنا امتنا علیہ وابعثنا علیہ و یرحم اللہ عبدا قال آمینا۔ اللھم صلی علی سیدنا محمد وآلہ وسلم

انجمن طرازانِ ملت

اسلام کے روزِ اول سے آج تک اہلِ سنت والجماعت کا متفقہ اجماعی عقیدہ رہا ہے کہ تمام انبیاء اور خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و اوصاف کو اللہ تعالیٰ نے خود بشریت اور لوازمات بشریت میں بھی تمام انسانوں سے ممتاز افضل اور بے مثل خلق فرمایا ہے۔ لیکن افکارِ ملت کی جگہ بعض حق کہلانے والے نجدی الحقیقت انسانوں نے لیکر اس ملت کی ایک دھوکہ منڈی ترتیب دے رکھی ہے۔ جن کا اسلام صرف حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو ہر وقت اپنے جیسا عام انسان ثابت کرنا ہے۔ اور محمد ﷺ مر کے مٹی ہو گئے سرکار دو عالم کو بے صفت بشر کہنا اور کہلوانا ان کا عین ایمان ہے۔ ہمارا عقیدہ بالکل واضح اور کھلا ہوا ہے۔ جس کی تائید میں سینکڑوں آیتیں ہزاروں حدیثیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ اور پیش کی جا چکی ہیں کہ کسی انسان کی آنکھ کسی انسان کی سمع کسی انسان کی عقل کسی انسان کی ظاہری صورت و شوکت کسی انسان کا ظاہری حسن و جمال کسی انسان کا باطنی فضل و کمال ایسا نہیں ہو سکتا۔ جب کہ مولا کریم نے اپنے انبیاء کرام اور بالخصوص جناب

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔

لہٰذا:۔ کوئی انسان جو یہ دعویٰ کرے کہ میں نفس بشریت یا لوازمات بشریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مماثل ہوں تو وہ مسلمان تو نہیں ہو سکتا باقی جو کچھ ہونا چاہے ہو سکتا ہے۔ میں اگر اس وقت اس مسئلہ جیسا عقیدہ کی تائید میں ان آیات یا احادیث کا تذکرہ شروع کردوں تو میرا اصل مدعا ہی فوت ہو جائے گا۔ اور پھر کئی مجلدات کی ضخیم کتابوں اور دفتروں کی ضرورت پڑ جائے گی۔ جیسا کہ پہلے خصائص کبریٰ۔ مواہب لدنیہ۔ مدارج النبوۃ۔ شفائے قاضی عیاض۔ نسیم الریاض وغیرہ سینکڑوں بڑی بڑی کتابیں اسی موضوع پر اہل ایمان و محبت والوں نے تحریر فرمائی ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے آجکل پڑھے لکھے مسلمانوں نے ایسی ایمان افروز محبت افزا نورانی کتابوں کا مطالعہ بالکل ترک کر دیا ہے۔ اور سینما کے گانوں کے فلموں کی طرح گندے اور غلیظ ناولوں کے دیکھنے کی عادت ڈال لی ہے جس سے رہی سہی غیرت ایمانی کی شمع بھی بجھ جاتی ہے۔ محبت کے رشتے ختم ہو جاتے ہیں اور اسلام کی عزت و ناموس کا ضمیر ہی سے جل جاتا ہے۔ آجکل کی تمام ذہنی اور قلبی سلامتی کا اصل سبب یہی کچھ ہے۔

ذرا یہ چند الفاظ بغور فرمائیے۔

قولہ تعالیٰ۔ یوم یعض الظالم علیٰ یدیہ یقول یلیتنی

اتخذت مع الرسول سبیلا ۔ جس دن ظالم لوگ اپنے ہاتھوں کو حسرت و ندامت کی وجہ سے کاٹیں گے اور کہیں گے وائے کاش! ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی راہ اختیار کی ہوتی ۔

دلے کآن جہان کہ با درد تو قسمتی نرسد

مردہ کان تن کہ با درد تو جانی نرسد

قولہ تعالیٰ

من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور

جس شخص کو نورانیت کا حصہ نہیں ملا اسے کہیں بھی نور دکھائی نہیں دے گا یہ ایک مبین حقیقت ہے جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے آنکھیں تو دی ہیں لیکن ان میں بصارت کی چمک عنایت نہیں فرمائی دل تو دیا ہے مگر اسے بصیرت کی دولت ودیعت نہیں کی تو اسے دونوں جہانوں میں کچھ نظر نہیں آئے گا ۔

فرمایا ۔ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی جو شخص دنیا میں آنکھوں کے باوجود نابینا اور اندھا بن گیا ہے اسے آخرت میں بھی اندھا ہی اٹھایا جائے گا ۔ اللہ کی پناہ ایسے جرم و گناہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت کا کمال کائنات کے ہر ذرہ سے عیاں ہے اور موجودات تمام کائنات کا اصل الاصول ہے جو خالق کائنات کا مقصود و ماحصل ہو ۔ انہیں کو نہیں دیکھ سکیں

کا حصول ہو۔ اور وہ دائم ہوتے ہوئے - فخر آدم و آدمیاں ہو۔ سرور عالم و عالمیاں ہو۔
اس میں ساری خوبی باطن کو اور کی کان کو کوئی روشنی کرنے کا حیا تفرقہ نہیں ہو کا تی۔ کیونکہ -

ذھب اللہ بنورھم کما ستغشیھم -

تو جبکہ ایسی آنکھ ہی ہونی چاہیے اسے روشنی سے محروم کر دینی چاہیے۔
اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین مدینہ کی آنکھوں میں اندھیرے کی سوئیاں پھیر دی تھیں یہ خالق ارض و سما کا حکم تھا ورنہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ذاتی اعداء کے بارے میں ایسی شدید کارروائی کی توقع نہ تھی اسی لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے اس اعتراض پر خفا ہوئے۔ کہ آسمان و زمین کی خبریں دیتا ہے اور ہمارے حال کی خبر نہیں۔ تو فرمایا

سلونی ما شئتم

آپ کو غضب ناک دیکھ کر فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ زانوان ادب زمین بوس در رسالت سے دست بستہ عرض کیا -

رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا...

ونعوذ باللہ من سوء الفتن

اس فتنہ سے غالباً یہی ہے بر سبیل تذکرہ فتنہ عیار و وہابیت ہی مراد تھا اس وقت سر دست میرے سامنے جناب سید فیض الحسن شاہ صاحب بخاری کی تحریر ہے۔ اس کے چند مختصر حوالے اور تمام تحریر کا لب لباب آپ کے سامنے

رکھ دیا جائے گا - اور پھر التفات ناظرین باتمکین کے انگلیوں سے ہو۔

۱۔ مسئلے پر فرماتے ہیں۔ یہ مسلک انگریز کی مدد کی پیداوار ہیں اور حق کے ایک گروہ سے بہت سے قصیدوں نے یہی پراپیگنڈا شدومد سے کے صفحے پر بیان موضحہ دہرایا ہے۔ کہ بریلوی انگریزوں کی پیداوار ہیں۔ انگریز اور شیعوں نے انہیں پر پیسہ خرچ کیا۔ انگریز کے زمانہ میں کسی بریلوی کو کوئی عہدہ وغیرہ وغیرہ۔ میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ مولانا اسماعیل دہلوی کو تمام ہندوستان میں چندہ اکٹھا کرنے کی اجازت جو انگریز بہادر نے دی تھی اور تمام ہندوستان سے مجاہدین کی مسلسل کمک روانہ کی جاتی رہی اور ناکامی کی صورت میں انہیں جیل بھیجا گیا۔ تاکہ یہ مطلوب جہاں جہاد کا منصوبہ چاہتا شروع کر دیں۔ مدد یہ سب حضرات انگریز سے جہاد کیوں نہیں کرتے تھے۔ انگریز کو تمام دہلی اور پنجاب ہندوستان میں پاؤں جمانے کے لئے کھلا چھوڑ کر صرف پنجاب کے سکھوں سے جہاد کیوں فرض تھا۔ بلکہ آپ کے شہید صاحب نے تو صراحتہً انگریزوں سے اجتناب نہ رکھا ہے بلکہ انہیں اپنا محسن اور دوست مانا ہے۔ مولانا نے خود چھپے ہیں اور محمد اکرم صاحب ایم۔ اے کی تاریخ مسلم موج کوثر اس کی شاہد عادل ہے۔ باقی رہا بریلوی حضرات کے پاؤں میں کانٹا نہ چبھنے کی بات تو یہ اتنا بڑا سفید جھوٹ ہے کہ جس کی مثال ملنی ناممکن ہے۔ مولانا فضل حق خیرآبادی جو انگریز کے سبب سے فرنگی کی لعنت سے ... وہ کون تھے جو

انڈمان میں سالہا سال تک محبوس رہے۔ حضرت قبلہ منشی جی صاحب سیالکوٹی
رحمۃ اللہ علیہ کون تھے جن کی تلوار کے سایۂ ہما پایہ کے نیچے سید احمد و مولانا اسمٰعیل
شاہ بخاری نے انگریز سے لڑنا سیکھا۔ اور آپ کے اسلاف کی وطن دشمنی مع انگریز
دوستی و آب ایسی عالم آشکار ہوئی ہے کہ کسی صاحب سے اس کا چھپانا ممکن نہیں
مولانا تو [illegible] احمدیہ [illegible] دیکھو حیات طیبہ مرزا حیرت دہلوی کا صفحہ [illegible] وغیرہ
کہ تواریخ عجیبہ کا صفحہ [illegible] دیکھو اور انگریز دوستی کا تماشا دیکھنا ہو تو
سوانح احمدیہ صفحہ [illegible] اور صفحہ [illegible] کی آتش شیشہ کی [illegible] ملاحظہ فرمایئے
ہوگا۔ گو ایسی بے [illegible] اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں
ہاں یہ بجا ہے کہ وطن دوستی تو صرف [illegible] کہیں گے کہ اگر ان ہندوؤں کے ساتھ تمہاری
بلاؤں کے [illegible] ناداروں کے وظیفہ خواروں کے [illegible]
کے روپیہ کی جھنکار میں اسے [illegible]
جھنکار نہ ہوتے تو ہم بھی مان لیتے کہ یہ لوگ واقعی [illegible]
نہیں۔ لیکن مذہب اسلام کے لئے [illegible] گرفتار ہوئے ہیں [illegible]
[illegible] صحابہ کے [illegible] میں گئے [illegible]
دیوبندی حضرات اگر ہندوستان کو واقعی دارالحرب سمجھتے تھے تو پھر
یہاں سے ملک بدر کیوں نہیں ہو جاتے تھے۔ صرف صدقات واجبہ
روا ہی حاصل کرنے اور سود خواری کرنے [illegible] جائز فرمانے [illegible]

انہوں نے یہ ڈھونگ رچایا تھا۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور علامہ
شبیر احمد صاحب عثمانی بھی دیوبندی تھے مگر اس تحریکی پروگرام پر پیش کرنے کے
لئے تیار نہیں تھے۔ انگریز کو تو وہ بھی برا سمجھتے تھے۔ لیکن ان کی سی خواری
اور ہندوؤں کی کفش برداری کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت نامناسب
سمجھ کر مسلمانوں کو ہندوؤں کی معاونت اور شرکت سے سختی کے ساتھ روکا۔

مفکر ملت علامہ اقبال مرحوم نے دیوبندی حضرات کی اس دوہری غلامی
پر ہی تو وہ شہرۂ آفاق شعر لکھا تھا...... جس پر ان مجاہدین ملت نے علامہ
مرحوم کو اس قدر مغلظات سنائیں۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ جلسوں اور تقریروں میں اتنا
کچھ کہا اور لکھا کہ سات سمندروں کے پانی بھی ان کی سیاہی نہیں دھو سکتے۔

"تم ہی نے غلط کہا ہے" اب بغلیں کیوں جھانکتے ہو۔

۲۔ بشریت محمدی ﷺ: جن چیزوں میں تقابل نہ ہو ان سے "یا" کا لفظ داخل کر
کے سوال کرنا غیر معقول ہے۔ گویا نور اور بشریت ایک جنس ہیں۔ ان میں اختلاف
اور تضاد نہیں۔ لہذا یہ سوال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے یا بشر بالکل غلط
ہے۔ قبلہ یہ دلیل آپ کے عقیدہ میں تو جاری ہو سکتی ہے۔ جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو من حیث الذات صرف اپنے جیسا بشر اور من حیث
الاحترام صرف وصف ہدایت و تبلیغ کی وجہ سے منیر اور منور مانتے ہیں۔
کا سیاق کلی نہیں ہے۔ لیکن جو لوگ نور کو بھی ذات کا حصہ سمجھتے ہیں وہ تو یہ سوال

تعبیر کر سکتے ہیں کیونکہ تخلیق ذات کی ہوتی ہے وصف کی نہیں۔ حضور نے
اول ماخلق اللہ وصفک نہیں فرمایا۔ بلکہ اول ماخلق نور نبیک فرمایا ہے۔ آیا
خیال شریف میں، رسالت و نبوت یقیناً صفت ہے اور صفت کے لئے
موصوف کا وجود شرط ہے۔ لہذا۔ کنت نبیا و آدم بین الماء والجسد کی حدیث کی
رو سے اس وقت نبوت کس ذات ممدوح و موصوف کی صفت تھی بشریت تو
ابھی کو ندھی جا رہی تھی فرمایا۔ لمنجدل بین الماء والطین۔
ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔
ک نور ہی نہیں بلکہ منیر بھی مانتے ہیں آپ کے قدم پاک سے تمام
عالم کو نور ملا۔ یعنی آپ نور مجسم نہیں ہیں بلکہ مجازی طور پر ہدایت کا ذریعہ ہونے
کی وجہ سے آپ کو منیر کہا جا سکتا ہے۔ یہ آپ کا انعام تو نہیں ہے یہ تو اللہ
تعالیٰ نے خود فرمایا۔ سراجا منیرا۔ پہلے حوالہ کی توضیح میں بھی یہ بات عرض
کی جا چکی ہے کہ اگر یہ نورانیت ذات کی نہیں محض تعبیری اور مجازی صفت
ہے تو کنت نبیا الخ اور اول ماخلق اللہ نور نبیک میں نبوت کس ذات کی
صفت تھی کیونکہ بشریت تو اس وقت بھی نہیں دوم تخلیق ذات کی ہوتی
ہے اور صفت اس موصوف کو عارض ہوتی ہے اگر آپ کہیں کہ نور سے مراد
روح ہے تو پھر روحیں تو سب کی انبیاء ہوں یا غیر اجسام سے پہلے تخلیق
کی گئی۔ جیسا کہ حدیث میثاق سے ثابت ہو رہا ہے۔ اور نبوت بھی سب

انبیاء کی روحوں سے لئے ذکر ہو چکی ہے۔ قولہ تعالیٰ

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ

پھر آپ کی خصوصیت اور تحدیثِ نعمت کے طور پر اس فضیلت کے ذکر
کرنے کا کیا فائدہ؟

ش تمام کفار بشریت کو ہیچ سمجھتے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجے
او عجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علی رجل منکم (اعراف)
اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منهم (یونس)
ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار حیرت کا اظہار کرتے تھے
کہ ہم ہی میں سے ایک آدمی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی یا ذکر نازل ہوتا ہے۔
گویا کفار بشریت کو معمولی چیز سمجھتے تھے۔ یہی تو وہم ہے اکثر کفار کو جب اپنی
ظلمت یعنی بشریت اور اللہ تعالیٰ کی قدوسیت کے درمیان جو فاصلہ اور
بُعد نظر آتا تھا۔ تو وہ اس کو حیرت کے ساتھ بیان کرتے تھے کہ ہم جب پستی
میں ہیں اور اللہ تعالیٰ جس بلندی اور رفعت میں ہیں ان حالات میں یہ
رشتہ وحی کا ناممکن ہے چونکہ کفار صرف اپنی بشریت کو معیارِ حق سمجھتے
تھے اور اسی سے اس رشتہ کی عظمت اور بلندی کی پیمائش کرتے تھے
تو حیران ہوتے تھے سب کفار اگر مطلق بشریت کو حقیر سمجھتے تو پھر
ان کا یہ دعویٰ کرنا غلط تھا کہ پھر قرآن کیوں نازل نہیں ہوتا اللہ کا فرشتہ بھیجے

پاس کیوں نہیں آتا ۔ خدا خود ہی کیوں کلام نہیں کر دیتا ۔ اس لئے کفار نے ہر جگہ یہی حیثیت پر زور دے کر حضور کی نبوت کا انکار کیا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو اپنی بشریت کے مماثل تام سمجھ کر حقیقت کو بھی مماثل سمجھا ہے ۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مقدس رشتۂ وحی کا انکار کیا ہے ۔ ملاحظہ ہوں ۔ حسب ذیل آیات ۔

قوم نوح ۔ فقال الملأ الذين كفروا من قومه ما نراك
إلا بشرا مثلنا (ہود)

ان کی قوم کے کفار نے کہا ہم تمہیں اپنا جیسا بشر سمجھتے ہیں ۔

قوم عاد ۔ ما هذا إلا بشر مثلكم يأكل مما تأكلون منه
ويشرب مما تشربون ولئن أطعتم بشرا مثلكم
إنكم إذا لخاسرون (مؤمنون)

یہ تو تمہارے جیسے بشر ہیں کیونکہ جو چیز تم کھاتے ہو یہ بھی کھاتے ہیں اور جو پانی تم پیتے ہو یہی پیتے ہیں اب اس حالت میں (جبکہ ان میں کوئی فضیلت کی وجہ موجود نہیں) اور تم اپنے جیسے انسان کی اطاعت کرو تو تم بڑے خسارے اور ٹوٹے پانے والوں میں سے ہوگے ۔ گویا وہ صاف طور پر اپنے جیسے بشر سمجھنے کی دلیل میں اس غیر افضلیت اور عدم تفاوت کا تذکرہ کرتے ہیں کہ اگر یہ نبی ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کسی خاص کھانے اور پینے کا انتظام کرتا

جب ایسا نہیں ہے تو پھر افضلیت کی کوئی وجہ نہیں ہے اور کم از کم انسانی عقل وشعور کی بنا پر انسان اپنے سے افضل اور زائد ہی کی اطاعت پر تیار ہو سکتا ہے ، چنانچہ آگے دیکھئے ۔

قوم ثمود ۔ ما انت الا بشر مثلنا ۔

اصحاب ایکہ ۔ قالوا ما انتم الا بشر مثلنا (یٰسین)

قوم فرعون انؤمن لبشرین مثلنا وقومھما لنا عابدون (مومنون)

کیا ہم ایسے لوگوں کی بات مان لیں جو بالکل ہمارے جیسے ہیں بلکہ ہم سے کم ہیں کیونکہ ان کی قوم ہماری نوکر اور خادم ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ خادم کی اطاعت سردار قوم کس طرح کر سکتی ہے دیکھ لیجئے سب کفار کو یہ ایک ہی قسم کا طاعون چمٹا ہوا ہے ۔ ایک ہی طرح کا تپ لازم ہے ۔ سب کے سب ایک ہی دلیل دیتے جا رہے ہیں ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ہر قوم کی طرف سے فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں جو لوگ بھی ایمان سے محروم رہے ہیں ۔ انہیں یہی عارضہ لاحق ہوا ہے کہ پیغمبر بالکل ہمارے جیسے بشر ہیں ان میں ظاہری افضلیت دنیاوی برتری شاہی شان وشوکت کی کوئی علامت موجود نہیں پھر ہم کس طرح ان کی اطاعت کر لیں ۔ انہیں خدا کا نبی و رسول مان کر ان کی غلامی کا طوق گلے میں ڈال لیں ۔

(انبیاء)

کفار مکہ ۔ واسروا النجوی الذین ظلموا ھل ھذا الا بشر مثلکم افتاتون السحر

ظالموں نے آپس میں خفیہ انکار نبوت کی یہی دلیل وضع کی ۔ یہ تمہارے جیسا انسان ہی تو ہے کیا تم پھر اس کی باتوں سے اور معجزات و خوارق سے متاثر ہو کر اسے نبی و رسول مان لوگے ۔ یہ باتیں تو جادوگروں میں بھی ہو سکتی ہیں ۔ اس میں بھی کچھ تاثر اور انفعال کی جھلک موجود تھی اس لئے فوراً انہوں نے اس دلیل کو بدلا کہ ہم اگر اسے جادوگر تسلیم کریں پھر بھی اپنے سے زائد کوئی ذاتی وصف تو اس میں ہم نے تسلیم کر لیا یہ نہیں بلکہ وہ تو سحر زدہ ہے یعنی مسحور آدمی کی طرح الٹی سیدھی باتیں کرتا رہتا ہے ۔

وإذ يقول الظالمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا (بنی اسرائیل)

اور ماؤف العقل اور سحر زدہ انسان کی اتباع تو بالکل گئی بات ہے ۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کفار کے معجزات و خوارق کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا نشان تھے ۔ سحر سے تعبیر کرکے اس کی قوت کو کم کرنے کی سعی نا مشکور میں مصروف رہتے تھے جیسا کہ آج کل کے خوارق و معجزات و کرامات کو شیطان کا عمل سمجھتے ہیں ۔ ملاحظہ ہو بلغۃ الحیران رسالہ ابن تیمیہ ۔ اور کمال یہ ہے کہ ابلیس ملعون کے کمالات کے اقرار و اثبات سے ان کی توحید بالکل نہیں مرتی ۔ ہرگز ہرگز اس میں دراڑ نہیں پڑتی ۔ تعالی اللہ عما یقول الظالمون ۔

شاہ صاحب رقمطراز ہیں ۔ آں ۔ ان بشریت کا انکار چاہتے بلکہ ان

جہاں اکر رہے ہیں۔ (جنہیں آپ گذشتہ اور آئندہ اوراق میں بالکل کافر کہتے ہیں)
یادداشت ذاتی اور نجومت ضعیف اگر کوئی معنی رکھتا تو ہر قاری کو میں ان مدد چیزوں
کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ مندرجہ بالا آیات قرآنی میں ان کفار نے
بشریت انبیا کا انکار کیا ہے یا اقرار؟

اگر یہاں اقرار کیا ہے تو آپ نے کیا سمجھا ہے کہ اس کے اثبات
و اقرار پر ضد رویہ کفار کا شیوہ معلوم ہوتا ہے یا ایمان والوں کا۔ اور
اللہ تعالیٰ کیا انہیں انبیاء کی مثلیت کے اقرار اور نبوت و رسالت کے
انکار کی وجہ سے کافر نہیں فرماتا ہے۔

آج بھی اکثر مسلمان اس کا اقرار مثل البشریت کا انکار کرتے ہیں اور
معجزانہ نورانی نبوت کے انکار کو خود ہی شریعت سمجھتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں۔
”اگلے زمانے کے کفار کہتے تھے کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ اور آج کل کے مسلمان
کہتے ہیں نبی البشر نہیں ہو سکتا۔“

شاہ صاحب کے اس الٹ پھیر کا مطلب صاف ہے کہ آج کے مسلمان
کل کے کافر ہیں۔ لیکن اس جملہ کی تشریح ان سابقہ سطور میں مفصل عرض
کی جا چکی ہے کہ دراصل کفار مثلیت انبیاء کے مدعی تھے۔ اور یہی وجہ کفر کی
تھی۔ ورنہ وہ تو بشریت کا صاف صاف ہر آیت میں اقرار کر رہے ہیں
ڈھول پیٹ رہے ہیں پھر وہ آج کل کے مسلمانوں کی طرح کیسے ہو گئے۔

آج اور کل کیا بلکہ ہمیشہ سے اہل حق اہل سنت والجماعت کا اجماع اثبات یہ چلا آیا ہے کہ انبیا صرف بشر نہیں ہوتے بلکہ سید البشر سید ولد آدم اور نور من نور اللہ ہوتے ہیں اور انبیا کرام کو اپنے جیسا بشر کہنا سمجھنا باعث ہلاکت اور موجب ضلالت ہے۔ کما سیاتی واضحا۔

آگے فرماتے ہیں۔ "کل کے کافر جو چیز مشاہد تھی یعنی بشریت اس کو مانتے تھے۔ نبوت کو نہیں مانتے تھے اور آج کل کے مسلمان نبی تو مانتے ہیں بشر نہیں مانتے۔ جو چیز مرئی ہے (نبوت) اسے مانتے ہیں اور جو چیز مشاہد ہے (البشریت) اس کا انکار کرتے ہیں" اھ ملخصاً۔

ذرا خط کشیدہ الفاظ کا تقابل بار بار کر لے یہ بھی خود فرمایا ہے اور یہاں بھی ذرا کان لگا کر سنئے۔ قبلہ شاہ صاحب یہ بھی کوئی عقل کی بات ہوئی جو چیز مشاہد اور محسوس ہے وہ تو ہے ہی جھگڑا تو غیر مشاہد کا ہے۔ انبیاء کی بشریت جو مشاہد ہے اسے تو ہر زمانہ کے کفار تسلیم کرتے آئے ہیں۔ لیکن نبوت و نورانیت جو غیر مشاہد تھی اسے کل کے کافر بھی نہیں مانتے تھے اور آج کل کے بعض مسلمان بھی نہیں مانتے ہمارا ایمان تو یہ ہے آپ کی نورانیت بھی بشریت کی طرح مشاہد و محسوس تھی جیسا کہ بہت احادیث سے ثابت ہے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت و نورانیت کے انکار پر تعجب نہیں آتا کیونکہ غیر مشاہد جو ہوئی، اس لئے کفار کا متفقہ

فیصلہ تھا ہم رب کو بھی نہیں مانیں گے ۔ جب تک وہ ہمیں محسوس نہ ہو گا نظر نہیں آئے گا ۔ فرمایا

لا نومن حتی نری اللہ جہرۃ

ان کتنا تنگی بشریت ۔ یعنی ایسی بشریت جس میں ہر زمانہ کے کفار شریک ہیں کے انحصار پر جناب کو بڑی مایوسی اور حیرت حاصل ہو رہی ہے

ع ۔ تفو بر تو اے چرخ گردان تفو

اب ذرا احادیث کی رو سے مختصراً یہ ملاحظہ فرمائیے کہ کیا انبیاء ہمارے جیسے بشر ہوتے ہیں ؟

(۱) ۔ اخرج ابن سعد عن عطا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا معاشر الانبیاء تنام اعیننا ولا تنام قلوبنا ۔ (الحدیث)

فرمایا ہم انبیاء کا گروہ ہیں ہماری آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل نہیں سوتے ۔ بخاری ص ۱۷۹ ج ۲

(۲) ۔ دوسری روایت جو ذرا طویل ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے اقرار کرتے ہیں :۔

فقالوا اٖن لصاحبکم ہذا مثلا ۔ فقال بعضہم انہ نائم وقال بعضہم ان العین نائمۃ والقلب یقظان فقالوا

الدار الجنة والداعی محمد صلے اللہ علیہ وسلم فمن اطاع محمدا فقد اطاع اللہ ومن عصی محمدا فقد عصے اللہ و محمد فرق بین الناس ۔ مشکوٰۃ شریف صـ۱۵

پھر انہوں نے آپس میں کہا کہ اس کی تشریح کرو کہ یہ بھی سمجھ جائے تو ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ تو سو رہا ہے بعض نے کہا نہیں آنکھیں سوتی ہیں دل جاگ رہا ہے۔ تو انہوں نے کہا دار یعنی وہ گھر بہشت ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دعوت کی طرف بلانے والے جو ان کی بات مان کر اطاعت کرے گا اس نے اللہ تعالیٰ کی بات مان لی۔ اور اطاعت کی۔ اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اور یہی وہ محمد رسول اللہ ہے۔ جس کے ماننے سے مسلم اور کافر کا فرق ظاہر ہوتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو تو کافر بھی تسلیم کرتے ہیں فرق تو صرف آپ کی ذات بابرکات سے ہوتا ہے۔ جو مانے وہ مومن جو نہ مانے وہ کافر۔

(۳) ۔ ان احادیث پر آپ نے غور فرمایا کہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم عام انسانوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں کیا عام انسانوں کا اقرار بھی خدا کا اقرار ہے۔ مشکوٰۃ شریف صـ۱۱ پر حدیث شریف میں موجود ہے آپ نے صحابہ کو فرمایا نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھا کرو بیٹھ کر پڑھنے سے اس کا ثواب آدھا ہو جاتا ہے۔ صحابہ نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نفل پڑھ رہے ہیں۔

عرض کیا حضرت ہمیں تو حکم دیا ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھو اور آپ بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا۔

لست کاحد منکم

میں تم میں سے کسی ایک جیسا بھی نہیں ہوں۔ صحابہ نے اس لفظ کو سنا اور یاد کیا۔ اہل لغت تھے فصاحت و بلاغت کے ماہر تھے۔ کسی نے نہیں کہا حضرت آپ ہماری طرح کھاتے ہیں پیتے ہیں بازاروں میں چلتے ہیں پھر آپ ہماری طرح کیوں نہیں۔ لیکن آج کل کے گمراہ جو بزعم علم جاہلوں پر سب قرآن و حدیث آئینہ ہو گیا ہے اور انہیں ہر جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جیسے انسان ہی نظر آتے ہیں۔

ذرا کلیجہ تھام لیجئے اور ان منیر و منور ماننے والوں کی تشریح البشریت بھی کان لگا کر سنئے ۔۔ ؟

ما البشریت بخاری ص۔ آپ آدم کی اولاد میں سے تھے آمنہ کے لڑکے عبداللہ کے بیٹے تھے حلیمہ کا دودھ پیا تھا۔ گیارہ بیویوں سے بیاہ کیا صدیق و فاروق کے داماد تھے حضرت عثمان و علی کرم اللہ وجہہ کے خسر ہوئے۔ زینب و رقیہ کے والد ہوئے حسنین کے نانا کہلاتے پھر بھی آپ کی بشریت محل بحث ہے" اھ ملک

بتانا عرض ہے کہ کسی اہلسنت والجماعت کے صاحب قلم کا ایک

ذرا ایک سطر دکھلا دیجئے۔ جس میں ان چیزوں کا انکار ظاہر ہوتا ہو اور ان چیزوں کی آڑ لے کر کمالاتِ نبوت کا انکار ضرور صاف دکھلانے کیلئے قرآن ملاحظہ ہو۔

وقالوا مال هذا الرسول يأكل الطعام ويمشي في الاسواق
لولا انزل اليه ملك او يلقى اليه كنز او تكون له
جنة يأكل منها وقال الظالمون ان تتبعون الا
رجلا مسحورا انظر كيف ضربوا لك الامثال فضلوا
فلا يستطيعون اليه سبيلا

کفار نے کہا اس رسول کو کیا ہوا ہے کہ یہ کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے اور اس کی تائید میں کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ نے کیوں نہیں بھیجا یا غیب سے انہیں کوئی خزانہ مل جاتا یا کوئی باغ ہوتا جس میں سے کھاتے اور ظالموں نے کہا تم تو ایک سحر زدہ انسان کی اتباع کرتے ہو۔

اے محبوب دیکھو کیسی کہاوتیں تمہارے لئے بنا رہے ہیں۔ یعنی کن کن باتوں میں تمہارے ساتھ اپنی مماثلت کا پرچار رہے ہیں یہ تو گمراہ ہو چکے اب یہ کبھی ہدایت کی طرف راہ نہیں پا سکیں گے۔ کیونکہ اپنے حبیب کے بعد کس طرح اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یا کہ یہ لوگ ضد اری تو ہیں رشتے کے بعد ایسی حد پر پہنچ گئے ہیں اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں ہو سکتی

معاذ اللہ۔ علامہ القاری ص۳۹۶ میں محیط سے نقل کیا ہے۔

من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واھانہ او عابہ فی امور دینہ او فی شخصہ او فی وصف من اوصاف ذاتہ سواء کان الشاتم مثلا من امتہ او غیرھا سواء کان من اھل الکتاب او غیرہ ذمیا کان او حربیا سواء کان الشتم والاھانۃ او العیب صادرا عنہ عمدا او سھوا او غفلۃ او جدا وھزلا فقد کفر خلودا بحیث ان تاب لم یقبل توبتہ ابدا لا عند اللہ ولا عند الناس ۔۔۔ والفرق بین سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبین سب اللہ تعالیٰ انہ یقبل توبتہ من سب اللہ تعالیٰ ولا یقبل توبتہ من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اھ

فرماتے ہیں جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے آپ کی اہانت کرتا ہے یا عیب لگاتا ہے خواہ وہ عیب دین کے امور میں ہو یا آپ کی ذات سے متعلق ہو یا وصف میں ہو وہ بکواس کرنے والا امتی ہو یا یہودی و نصرانی ذمی ہو حربی خواہ وہ عیب لگانا اس سے عمدا صادر ہوا ہو یا سہوا غلطی کے ساتھ غفلت کی وجہ سے اس کے منہ

سے بات نکل گئی توہین کا ارادہ نہ تھا۔ خوش طبعی اور مزاح کے طور پر اس نے ایسا کہہ دیا یا سچ سمجھ کر۔ وہ ہمیشہ کے لئے کافر ہو گیا۔ اس طرح کہ اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہو سکتی نہ خدا کے نزدیک نہ لوگوں کے نزدیک متقدمین و متاخرین کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے۔ کوئی شخص بادشاہ یا اس کے نائب کے سامنے اس مجرم کو رد کرنے کرانے کے لئے چاپلوسی اور سفارش نہ کرے۔۔ صاحب الفتاوی دو سطر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر سب کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب میں کہ اللہ تعالیٰ کو گالی دینے والے کی توبہ تو قبول ہو سکتی (یعنی وہ مسلمان ہو جائیگا تو اسلام سے سب گناہ دھل جاتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کی ہرگز توبہ قبول نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ کے آستانہ کے بعد کوئی آستانہ رب نے نہیں بنایا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں گستاخی کرنے کی معافی مل سکتی ہو۔

سن لیا آپ نے اپنے ائمہ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا فتویٰ۔ سابقہ آیت کریمہ سے قطعاً یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کفار یہ تشبیہیں مماثلت ثابت کرنے کے لئے دیتے تھے انکار کمالات نبوت و رسالت کے لئے بات بناتے تھے مقصد یہ تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انظر کیف ضربوا لک الامثال۔ اے حبیب دیکھئے تو یہ ظالم کیسی مثالیں دیتے ہیں۔ یہ کبھی راہ نہیں

پاسکیں گے۔ اب اگر کوئی مسلمان یا منتی انہیں الفاظ کو دہراتا ہے خواہ اس کا کوئی مقصد ہی ہو۔ تو وہ کفار کا آموختہ دہرا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے جو چوکی ہے فقہا لکھتے ہیں اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے میلے کچیلے ہوتے تھے اور آپ نہایت مسکین و خستہ حال تھے تو کافر ہو جائے گا۔ پیچ ہے۔۔۔

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

اب خدا ایمان والوں کی دو چار باتیں بھی سن لیجئے۔

(۵)۔ اخرج ابن عساکر عن علی ابن ابی طالب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو اخذ شعرۃ یقول من اذی شعرۃ من شعری فالجنۃ علیہ حرام۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے اپنے ہاتھ میں ایک بال پکڑ رکھا تھا فرمایا جس شخص نے میرے بال کو تکلیف دی (یعنی اس کی توہین کی یا عیب لگایا) اس پر بہشت حرام ہوگی۔ جامع صغیر امام جلال الدین صفحہ ۱۶۳ ۔۔۔

(۶)۔ اخرج المحدثون ان رجلا جلسا وکعب الاحبار قریب منھا۔ فقال اخذ ھا رأیت فیما یری النائم

كأن الناس حشروا والنبيين كلهم لهم نوران في
نوران ورأيت لاتباعهم نوراً نوراً ورأيت محمد
صلى الله عليه وسلم وما من شعرة في رأسه ولا
في جسده الا فيها نور ورأيت اتباعه ولهم نوران
نوران. فقال كعب اتق الله يا عبد الله وانظر ما
تحدث به فقال الرجل انما هي رؤيا منام رأيته
فقال كعب والذي بعث محمداً بالحق وانزل
التوراة على موسى ابن عمران هذه التي كتاب
المنزل على موسى ابن عمران كما ذكرت۔
حجة الله على العالمين

اکثر محدثین نے یہ حدیث شریف نقل کی ہے کہ دو آدمی بیٹھے ہوئے
بات کر رہے تھے اور حضرت کعب احبار بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے
ایک آدمی نے کہا میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے
اور تمام لوگ اٹھ کر کھڑے ہوئے ہیں۔ ان میں پیغمبروں کو دیکھا کہ ان میں سے
ہر ایک کے لئے دو دو نور ہیں اور ان کے تابعداروں کے لئے ایک ایک
نور ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سراپا نور ہیں اور آپ کے
جسم اطہر پر کوئی بال نہیں تھا خواہ وہ سر میں تھا یا باقی جسم میں مگر نور سے چمکتا تھا

ہے آپ کے تابعدار ہیں گے جو دور دور سے۔ حضرت کعب نے فرمایا
اور خدا کے بندے اللہ کے ذکر والے۔ سچ بولو کیا یہ سچ ہے تو اس نے فرمایا
ہاں یعنی میں نے جو خواب میں دیکھا ہے کیا سچ کہہ رہا ہوں۔ کعب نے کہا کہ
مجھے خدا کی قسم ہے جس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل
فرمایا ہے اور موسیٰ ابن عمران پر تورات نازل فرمائی تورات میں بھی بالکل
یہی لکھا ہے جو تو نے کہا ہے۔ یعنی یہ صرف خواب کا واقعہ نہیں بلکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی بالکل یہی تعریف و توصیف بہت آسمانی
میں مذکور ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

(۷)۔ اخرج ابو داؤد الطیالسی والحارث ابن ابی
اسامۃ وابو نعیم عن عائشۃ ھذا الحدیث وفی
آخرہ فجعل لا یلقان حجر ولا شجر الا قال
السلام علیک یا رسول اللہ۔

یعنی شق صدر کی حدیث کو ابو داؤد طیالسی و حارث بن ابی اسامہ اور ابو نعیم نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اس کے آخر میں اتنی زیادتی
موجود ہے کہ اس واقعہ کے بعد میں جب درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتا
وہ مجھ پر ان الفاظ السلام علیک یا رسول اللہ سلام کہا کرتے

(۸)۔ ابن مبارک نے جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ قریش

ہوا یا اور وہ لوگ سخت قحط میں مبتلا تھے۔ قریش جمع ہو کر حضرت ابو طالب
کے پاس آئے اور کہا اے ابی طالب

اقحط الوادی واجدب العیال فھلم فاستق فخرج ابوطالب
ومعہ غلام کانہ شمس تجلت عنھا سحابۃ۔ وحولہ
اغیلمۃ فاخذہ ابوطالب فالصق ظھرہ بالکعبۃ ولاذ
بالغلام باصبعہ وما فی السماء قزعۃ فاقبل السحاب
من ھھنا وھھنا واغدق واغدودق وانفجر الوادی
واخصب النادی والبوادی وفی ذالک یقول ابوطالب۔

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

یعنی قریش نے ابی طالب کے پاس قحط سالی کی شکایت پیش کی اور
بارش طلب کرنے کے لئے دعا کی استدعا کی تو ابوطالب گھر
سے نکلے اور آپ کے ساتھ ایک بچہ تھا جس کا چہرہ سورج کی طرح
تھا جس سے بادل چھٹ گیا ہو۔ اور ارد گرد اور بچے بھی تھے۔
ابوطالب نے اسی چاند کی صورت والے کو پکڑ کر اس کی پیٹھ کعبہ کی
دیوار سے لگائی اور اس بچے نے بھی اوپر انگلی سے کچھ اشارہ کیا۔ اس وقت
آسمان پر کہیں بادل کا نشان موجود نہ تھا۔ کہ ہر طرف بادل گھر آئے اور

ایسے برسے کہ سب کال حل ہو گیا۔ اور پھر جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت شروع کی تو حضرت ابی طالب نے انہیں وہ واقعہ یاد دلانے کے لئے یہ شعر پڑھا۔ یہ وہی ہیں جن کی برکت سے کل تک تم اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعائیں کرتے تھے اور یہ یتیموں کی خدمت گزار اور بیواؤں کا پاسدار چلا آیا ہے۔ سبحان اللہ یہ وہ معجزہ ہے۔ جو خشک کھجور کے ستون کے ساتھ لگی تھی۔ تو وہ خشک لکڑی زندہ ہو گئی۔ احادیث میں یہ واقعہ بالکل مشہور ہے۔

۹۔ بیہقی نے ابی ہریرہ سے اور ابن عساکر نے ابی امامہ سے روایت کیا ہے کہ آپ جب چلتے تو سخت پتھر میں آپ کے قدموں کے نشان پڑ جاتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ قریش نے کاہنہ سے جا کر پوچھا کہ مقام ابراہیم پر جو قدم کا نشان ہے ہم میں سے کس کا نشان قدم اس کے مشابہ ہے۔ اس نے کہا کہ ایک سفید چادر بچھاؤ اور اس پر علیحدہ علیحدہ قدم رکھو تو میں بتلا دوں گی۔ چنانچہ ایسا کیا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا ہی نشان ثابت ہوا۔ چنانچہ اس واقعہ کے تقریباً بیس سال بعد اپنے نبوت کا اعلان کر دیا اور تبلیغ شروع کر دی

۱۰۔ جو جانور ہر وقت سست ہو اور بیکار ہوتا وہ صحابہ آپ کی خدمت
میں پیش کرتے اور آپ اسے قدم کی ٹھوکریں لگاتے تو وہ باد پا ہو جاتا
(اخرج مسلم عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بعث رجلا ناقۃ فقال یا رسول اللہ قد تعبت
ناقتی ان تبعث فاتاہا فضربہا برجلہ قال ابو
ہریرۃ والذی نفسی بیدہ لقد رایتہا تسبق القائد

۱۱۔ بخاری و مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد نسائی
اور دارقطنی نے حضرت عثمان بن عفان سے روایت کیا۔ شیخین نے
احد پہاڑ کا ذکر کیا ہے اور ابو داؤد اور نسائی نے کوہ ثبیر کا ذکر کیا ہے کہ
آپ کے ساتھ ابوبکر و عمر بھی تھے رضی اللہ عنہم۔ پہاڑ لرزنے لگا حتی کہ
اس کی چٹانیں پتھر بن کر گرنے لگے تو آپ نے پاؤں مار کر زمین پر مارا
اور فرمایا ٹھہر جا تم پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ بخاری
جلد ۲ صفحہ ۱۹۹ ابو داؤد باب الخلفاء صفحہ ۲۹۱ اس حدیث شریف سے
صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابیوں کی
زندگی کے اہم واقعات کا بھی پیشگی علم حاصل تھا اور آپ کے قدم مبارک
میں اللہ تعالیٰ نے وہ طاقت عطا فرمائی تھی کہ لرزتے ہوئے پہاڑ ٹھہر جاتے
میرا مقصد ان احادیث کے نقل کرنے سے صرف یہ ہے کہ ہمیں حضرات

کے بشر بشر جا رہے جیسا بشر کھانے والا پینے والا بازاروں میں چلنے والا انسان۔ دیکھا ہے کہتے حلق سوکھ کر کانٹا ہو گئے ہیں زبانیں خشک ہو گئی ہیں نظر ٹوٹ گئے ہیں کیوں کوئی ایسی پیٹھ کوئی ایسا قدم کوئی ایسا ہاتھ کوئی ایسا کان کوئی عیب والا بھی چہرہ دکھلا سکتے ہیں اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو کچھ شرم وحیا سے کام لینا چاہیئے۔ وہ ایسا بے مثل بے مثال انسان تھا کہ ایسا دوسرا انسان اللہ تبارک وتعالیٰ نے نہ پیدا کیا نہ پیدا کرے گا نہ پیدا ہو سکتا ہے۔ ھذا ھو الحق المبین۔

قرآن کریم کی بے شمار آیات سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء حضرات لوازمات بشریت کے ساتھ متصف تھے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ تمام آیات صرف اُن لوگوں کی جواب دہی کے لئے نازل فرمائیں جو لوگ ان لوازمات بشریت کو نبوت و رسالت کے منافی سمجھتے تھے۔ فرمایا۔

ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ لوازمات بشریت جو انبیاء کو عطا کئے گئے۔ عام انسان مومن وکافر سب ان کے مماثل ہیں یہ بات باعث ذلت اور محل بحث ہے۔ اب اسی آیت کریمہ کو لے لیجئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے انبیاء کو بیوی بچے عطا کئے تھے کیا انبیاء کی بیویاں عام بیویوں کی طرح ہیں اللہ تعالیٰ نے صراحت فرما دیا۔

يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ

اے پیغمبر علیہ السلام کی بیویو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

اب فرماتے ہیں تو یکتا ہوں جو بیری ہے تو بجائے خود رہے جیسے کہ سے محمد وہ اونٹ جس گھوڑے سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سواری فرمائی سے اس جانور جیسا کوئی دوسرا جانور نہیں ہو سکتا۔ آپ اتنے ہو گئے تو ذات پھر کسی کام ہیں یا سعد رضی اللہ عنہ میں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ اللہ علیہ وسلم جس روز مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اور سب لوگ خواہشمند تھے کہ آپ ان کے گھر میں نزول فرمائیں۔ تو آپ نے حکم دیا کہ میری اونٹنی کو کھلا چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے جہاں رب تعالیٰ کا حکم ہوگا وہیں بیٹھے گی چنانچہ وہ اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر بیٹھی۔ جن کے پاس بادشاہ کی امانت موجود تھی وہ ایک خط تھا جو نسلاً بعد نسل حضرت ابو ایوب کے بزرگوں تک پہنچا اور اُن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا تھا۔ اس واقعہ کو مفصل طور پر اصحاب سیر نے ذکر کیا ہے۔ فتح مکہ کے دن راستہ میں قصواء کے بیٹھ جانے کا واقعہ بخاری شریف میں موجود ہے آپ نے فرمایا یہ تھکی نہیں بلکہ حبسہا حابس الفیل ہے۔ اسے اس ذات نے روک لیا ہے جس نے اصحاب فیل کے ہاتھیوں کو روک لیا تھا۔ پھر آپ نے

اسی وجہ سے لطف الٰہ فرمایا ہے میں بیت اللہ کا احترام کرونگا اور قریش کہ اپنی جگہ تو انہیں امان دونگا وغیرہ ۔

بشریت حقہ کو یہ لکھتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اگر وحی اور نبوت و رسالت اگر ہے تو بشر ہے چونکہ آپ بھی نبی تھے لہٰذا بشر تھے ۔

لیکن حضرت نبی اللہ تعالیٰ نے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھی رسول من الملائکہ فرمایا ہے جبرئیل ملک ہے رسالت اگر ہے تو بشر ہے یہ کس طرح صحیح ہوگا یا ایک منٹ کے لئے جبرئیل علیہ السلام کو بھی بشر مان لینے میں کیا جرم ہے آپ کے عقیدے میں فرق نہیں آنا چاہئے ۔ کتنی گہری ہے ان لوگوں کی جہالت اور کتنی تام ہے ان کی ہٹ دھرمی یہ تمام آیات و حوالہ جات تو ان لوگوں کے سامنے پیش کرنے چاہئے تھے جو لوگ نبوت کو بشریت کے منافی سمجھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءهم الهدى الا ان قالوا ابعث الله بشرا رسولا

لوگوں کو ہمیشہ اس بات نے ایمان لانے سے روک دیا ہے کہ کیا انسان بھی رسول ہو سکتا ہے ایسے ہر عقیدہ رکھنے والوں کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی ۔ اے محبوب تم فرماؤ

فرما دو کہ دیکھو میں تم سے مثل انسان ہوں اور میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے اور کچھ لوگ ایسے تھے جن کا عقیدہ تھا کہ انسان نبی و رسول تو ہو سکتا ہے مگر ہم ہیں سے اس میں کچھ افضلیت ہونی چاہیئے۔ یعنی دنیاوی مال و متاع حکومت سرداری وغیرہ ان کے جواب میں وہ مطابقہ آیات اتریں جو پہلے لکھی جا چکی ہیں۔ جن میں بشر مثلکم کی بحث ہے۔

عجیب منطق :۔ فرماتے ہیں افضلیت بشر کے دلائل ذکر کرنے کے بعد خلاصہ یہ ہے اگر سراغ لگائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہ ماننے والے نور کہنے کا منشا کیا ہے تو معلوم ہوگا کہ بشر نہ ماننے والے بشر کی حقیقت نہیں جانی اور انسان کی انسانیت کی قدر نہیں پہچانی۔ اگر نور بشر سے افضل ہے تو بشر نہیں کہنا ہوگا۔ اور اگر بشر افضل ہے تو پھر نور نہیں ہوگا۔

یہ ہے وہ اصل مطلب والی بات جس کے لئے اتنے پاپڑ بیلے گئے ہیں۔ کیا ؟ ہر بشر نور سے افضل ہے۔ کیا ابوجہل عتبہ و ربیعہ و شیبہ بھی حضرات جبرائیل و میکائیل سے افضل ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

فرماتے ہیں پہلے یہ طے کر لینا چاہیئے کہ مخلوق خدا میں نور افضل ہے یا بشر۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔

ولقد کرمنا بنی آدم ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

غور فرمائیے۔ کتنا بلند و بالا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار قسمیں کھا کر خالق خدا میں انسان کے احسن تقویم ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

کیا آپ نے فضلنا ھم علٰی ممن خلقنا تفضیلا کے مبارک الفاظ پر بھی کبھی غور فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا کہ بے شک بہت سی مخلوقوں میں سے ہم نے انسان کو فضیلت عطا فرمائی ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی ایسی مخلوق بھی ہے جو انسان سے افضل ہے۔ لہذا اہلسنت والجماعت کا سلفاً خلفاً یہی عقیدہ چلا آ رہا ہے۔ کہ انبیاء کرام تمام ملائکہ سے افضل ہیں۔ اور بعض ملائکہ عام انسانوں سے افضل ہیں اور بعض انبیاء بعض انبیاء سے افضل ہیں۔ اور بعض انسان بعض ملائکہ سے افضل ہیں۔ ملاحظہ ہو مرام الکلام فی عقائد الاسلام مصنفہ مولانا عبدالعزیز پرہاروی اور شرح عقائد نسفی وغیرہ۔ علاوہ ازیں احسن تقویم کا معنے افضل کس جاہل نے کیا ہے احسن تقویم کا معنی تو اعضا کی خوبصورتی اور تناسب سلامتی اور موزونیت ہے۔

بشریت ص۲۵ سب سے پہلے شیطان نے بشر کو بنظر حقارت دیکھا۔ قبلہ! شیطان نے آدم علیہ السلام کی بشریت کا انکار نہیں کیا بلکہ ان کی بشریت کی آڑ میں خلافت ربانی اور کمالات نبوت کے استحقاق کا انکار کیا ہے۔ جیسا کہ خلقتہ بیدی کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے یعنی

میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے تخلیق فرمایا ہے۔ یہ صرف بشر نہیں محض طین اور صلصال نہیں بلکہ عالم اسماء و کلیات ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ کا اولی مستحق ہے۔ فرمایا :۔

نفخت فیہ من روحی فقعو لہ ساجدین

میں نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور پھر ملائکہ اس جلوہ خداوندی کو دیکھ کر جو قل الروح من امر ربی سے واضح ہو رہا ہے عظمت علمی حق معیت استحقاق خلافت الٰہی تخلیق بالید کا خاص اور امر رب کا سجدہ کیا تھا۔ نہ صرف بشر ہونے کی وجہ سے اس کا سجدہ کیا تھا جیسا کہ علامہ بیضاوی کے کلام سے ظاہر ہو رہا ہے۔

بشریت بخاری۔ "تمام کائنات آدم کیلئے پیدا کی گئی حتیٰ کہ ملائکہ بھی جنہوں نے انسان اول کا سجدہ کیا اور اب بھی یستغفرون للذین آمنو ایمان والوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں۔

گویا ملائکہ انسان کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں لہٰذا ان سے انسان مطلق افضل ہوا۔

فائدہ :۔ قابل غور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیات میں یا دیگر مقامات پر جہاں بھی انسان کی عظمت بیان فرمائی ہے وہ صرف اس حیثیت سے نہیں کہ وہ مٹی یا صلصال۔

یا بدبودار کیچڑ سے یا بار یک مٹی سے ترکیب دیا گیا ہے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ
یہ چیزیں تو کسی صورت میں افضلیت کا باعث نہیں اور نہ قرآن نے انسان
کی ان چیزوں سے تخلیق منت و عظمت بیان کرنے کے لئے بیان فرمائی ہے
بلکہ اسے اپنی حقیقت حقیرہ اور ابتدائے ضعیفہ کی طرف توجہ دلائی گئی
ہے اور اپنی قدرت کاملہ اور صنعت باہرہ کے کمال کا اظہار کیا ہے کہ دیکھو
تم کیا تھے اور ہم نے تمہیں کیسا بنا دیا ورنہ پھر جہاں انسان کو چار پایوں سے
زیادہ گمراہ بتلایا گیا۔ اولئک کالانعام بل ھم اضل۔ وہ چار پایوں کی طرح
ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں یا دوسری جگہ فرمایا
خلقناہ من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین۔
معنی:۔ اُسے پانی کے ذلیل قطرہ سے پیدا کیا ہے پھر دیکھو ہمارے منہ
آتا ہے۔ ہمارے ساتھ جھگڑا کرتا ہے۔ تیسری جگہ فرمایا:۔
ھو اعلم بکم اذ انشاکم من الارض واذ انتم اجنۃ
فی بطون امھاتکم فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقٰی
وہ اللہ تمہاری حقیقت کو تم سے بہتر جانتا ہے تمہیں اس زمین سے
پیدا کیا اور پھر تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں حمل کی شکل میں تھے پھر اپنی جانوں
کو مقدس نہ بناؤ وہ خوب جانتا ہے۔ جو پرہیزگار ہیں۔ چوتھی جگہ فرمایا:۔
الم نخلقکم من ماء مھین فجعلناہ فی قرار مکین الیٰ---

فقدرنا فنعم القادرون

کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہیں کیا پھر اسے ایک محفوظ جگہ پہ رکھا۔ ایک معلوم اندازہ تک پھر ہم نے اندازہ فرمایا ہم کیا اچھے اندازہ لگانے والے ہیں۔ پھر فرمایا۔

قتل الانسان ما اکفرہ من ای شئ خلقہ من نطفۃ خلقہ فقدرہ

مارا جائے انسان کیسا منکر ہے (وہ یہ نہیں دیکھتا) کہ ہم نے اُسے کیسی حقیر چیز سے پیدا کیا ہے اسے نطفہ سے پیدا کیا ہے پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پہ رکھا۔ اس قبیل کی سیکڑوں آیات قرآن میں موجود ہیں۔ معلوم ہوا انسان اول کی فضیلت بھی صرف آدمی اور بشر ہونے کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ خلیفۂ ربانی عالم علم کلی اور قدرت کاملہ کا مظہر اول ہونے کی وجہ سے تھی اطاعت فرمان برداری قصور لغزش میں گناہ کو اپنی طرف نسبت کرنا۔ حکم خداوندی کا زمین میں اجرا اور نفاذ کرنا یہ تھے فضیلت کے وجوہات۔ اور اسی لئے منکر انسان کو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ اور زجر فرمائی۔

یا ایہا الانسان ما غرک بربک الکریم الذی
خلقک فسواک۔

اے انسان تجھے اپنے کریم رب کے ساتھ کس چیز نے مغرور کر دیا ہے

انا هدینٰه السبیل اما شاکرا و اما کفورا۔

ہم نے انسان کو سیدھا راستہ دکھلایا پھر وہ یا شاکر نعمت ہوتا ہے یا منکر
نعمت۔ اب میں پھر شاہ صاحب کی پہلی بات کی طرف لوٹتا ہوں۔ کہ
بشر ہونا بہت بڑی چیز ہے۔ دیکھئے نوری ملائکہ اس کا سجدہ کر رہے ہیں
اس کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ سجدہ کا حال تو مفصل عرض کیا
جا چکا ہے۔ کہ وہ کس بات کا کرتے ہیں۔ باقی خدمت وہ صرف اللہ
والوں کی کرتے ہیں۔ جیسا کہ للذین امنوا کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ
انسان کی عظمت اس کی بشریت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے ایمان
مقبول خداوندی ہونے کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا یستغفرون لمن فی الارض
میں بھی مومنین صالحین ہی مراد ہوں گے۔ ورنہ کافروں منکروں پر تو
ملائکہ عذاب لاتے تھے اسی لئے یہود جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام
کو دشمن سمجھتے تھے فرمایا۔

من کان عدوا لجبریل و میکال۔

جب کفار ان کے دشمن ہیں تو یہ ملائکہ بھی ضرور ان کے دشمن
ہوں گے۔ کیونکہ ملائکہ کا کفار کے لئے بخشش مانگنا تو امید ہے۔ آپ
جائز نہ سمجھتے ہوں گے۔ باقی رہا کفار کے لئے معاش اور رزق کا
[illegible] کرنا یہ صرف وعدہ الٰہی کو پورا کرنے کے لئے ہے نہ کہ ان کی خیر خواہی

کی وجہ سے ورنہ پھر یہ کفار بھی مطلق نور سے افضل ہوں گے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

بشریت ملک سے آگے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل عنایت فرمائے گئے ہیں۔ کفار نے بھی کہا۔

ان انتم الا بشر مثلنا

پھر ہم امتی مسلمان کیوں نہ کہیں کہ انبیاء ہمارے جیسے بشر تھے؟ پھر ظاہر ہے کہ آپ خدا بھی نہیں اور رسول بھی نہیں اب تیرا یہ قول کفار نے کیا ہے آپ ان سے بنا چاہتے ہیں تو آپ کی خوشی۔ حالانکہ ان آیات سے کفار کے عقیدہ کی تردید اور بطلان مقصود ہے۔ یہ کہ وہ کچھ مثلیت کے قائل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی زبان سے کفار کے اس مثلیت تام کے وہم کو دور کرنے کے لئے ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ اور یوحیٰ الی کہلوایا۔ لکن استدراک اور دفع وہم کے لئے ہوتا ہے۔ اگر مثلیت تامہ کو ہی مقرر کرنا تھا تو استدراک کی بالکل ضرورت نہ تھی۔

فرمایا ایک کو نبوت مل گئی نیابت الٰہیہ حاصل ہو گئی۔ ظلمت سے نور کی طرف آ گیا۔ دوسروں کو پاک کرنے والا بن گیا۔ سارے جہاں کا معلم مقرر ہو گیا۔ کلام خداوندی کے اسرار و رموز کو کما حقہٗ جاننے والا حکمت اور دانائی کو تمام عالم میں پھیلانے والا ہو گیا پھر تم کس طرح کہتے ہو کہ وہ تمہارے جیسا بشر ہے۔ اسی وہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایکم مثلی اور لست عاحد منکم سے دور فرمایا کہ یہاں مثلیت جنسی اور ربی کی تقسیم بالکل بے سود ہوگی۔ کیونکہ مثلیت نوعی اور جنسی کے تو نہ کفار منکر تھے نہ انبیاء و جھگڑا صرف مثلیت ربی ہی کا تھا کفار کہتے جب ہم تم ایک جنس سے ہیں پھر ہم کیوں نبی بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اللہ کی دین ہے۔ جسے دیدے

واللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ۔

جس ظرف میں نبوت و رسالت رکھی جاتی ہے تم اس کی حقیقت سے ناواقف ہو۔ اسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اور سوچنے کی بات ہے کہ غیر نبی نبی کے مقام و رتبہ کو کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ اور آپ ٹھہرے افضل الرسل۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ دوسرے رسل و انبیاء بھی آپ کی حقیقت پر مطلع نہیں ہو سکتے کیونکہ مفضول افضل کی حقیقت پر کس طرح مطلع ہو سکتا ہے۔ لیکن بعض جہال حقیقت بشریہ اور حقیقت محمدیہ میں فرق نہیں کرتے دونوں کو مساوی سمجھ کر کفار و مشرکین کا پرانا موقف دہرانا شروع کر دیتے ہیں۔ فواسفاہ علی ما فرطنا۔

بشریت مثل میں جدا ہیں نہ خدائی اوصاف سے متصف ہیں خدا کا ایک بے اختیار و بے بس بندہ ہوں۔"

دروغ گو را حافظہ نباشد کہ صدق۔

جناب کو یاد نہیں رہا۔ کہ مشغلے پر کیا لکھ آیا ہوں۔ وہاں تحریر فرمایا ہے۔
"جب کہ خالق اکبر کی صفات عالیہ کا آئینہ دار اور صفات سیدہ الہیہ کا مظہر
اتم اگر ہے تو بشر ہے"۔ جو وقت صفات الہیہ کی آئینہ دار ہو اور قدرت
و ارادہ خداوندی کا مظہر ہو وہ یک لخت بے اختیار اور بے بس و
لاچار کس طرح ہو گئی۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

حدیث: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ دو آدمیوں پر حضور غضبناک ہو گئے اور ان پر لعنت فرمائی
حضرت عائشہ نے عرض کیا اور تو ہر آدمی خیر سے کچھ نہ کچھ بہرہ یاب
ہوگا لیکن ان کے پلے تو خیر سے کچھ بھی نہ رہا۔ فرمایا کیا بات ہے۔
عرض کیا آپ نے ان دونوں آدمیوں کو لعنت فرمائی ہے۔ فرمایا
کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نے اپنے رب سے عہد کر رکھا ہے۔

اللھم انما انا بشر

پس اگر میں کسی مسلمان کے حق میں لعنت یا سب کہہ دوں تو تو
اسے اس کے حق تطہیر بنا دے" سبحان اللہ غالباً اسی نے ایک
گمرہ ان تمام غضبناکیوں اور لعنتوں کو سمیٹ رکھا ہے تاکہ بالکل بہر

طاہر و مطہر ہو کر اپنے رب کے پیش ہو، تمام کتب سماویہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاصہ نشان ذکر فرمایا گیا ہے آپ فظ و غلیظ نہ ہوں گے۔ گالیاں دینا سب کرنا لعنتیں بھیجنا بازاروں میں شور کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کس طرح صفت ہو سکتی ہے جبکہ مولیٰ کریم خود فرماتے ہیں۔

انک لعلیٰ خلق عظیم

شاید آپ لوگوں کے نزدیک یہی خلق عظیم کی علامتیں ہوں ہاں کفار کے حق میں لعنت کا ذکر احادیث میں آیا ہے لیکن ان کی تطہیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یا للعجب

ص ۱۲: آپ کی توہین یقیناً ایمان کی موت اور کفر ہے۔ مگر آپ کو بشر سمجھنا اور بشر کہنا عین ایمان ہے" اس عبارت سے آپ نے کیا سمجھا ہے؟ ایک تو بغیر لفظ تعظیم مطلقاً بشر کہنا ہی عین ایمان ہے سید البشر خیر البشر وغیرہ الفاظ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

دوم جب بشر کہنا عین ایمان ہے ہوا تو نور کہنا بشریت کے منافی ہے۔ لہٰذا نور کہنا عین کفر ہوگا۔ کیونکہ یہ آپ کے خیال مبارک میں رسولوں کی توہین ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت ذکر فرمائی ہے۔ اللہ نور السموات والارض۔ اس لئے اللہ تعالیٰ

نے قرآن کو تورات کو انجیل کو ایمان کو عمل کو قرآن میں خود فرمایا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا مقصد اس سے ان چیزوں کی توہین کرنا ہی ہے؟ ہم کہ یہ چیز
در اصل باعث نزاع ہے اور یہی جملہ محل بحث ہے۔ کہ جب عوام اپنے
روزمرہ گفتگو میں لفظ بشر اور تحقیر کے لئے استعمال کرتے ہیں جس سے
جو جرم سرزد ہو جائے۔ دوسرا کہتا ہے میاں تم نے دو بیان البشر
ہی تو ہے اور کفار بھی ہر زمانہ میں اس لفظ کو توہین ہی کے لئے استعمال
کرتے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایسا لفظ انبیاء پر استعمال کر کے گویا تحقیر کیا
ہے جس سے توہین کا وہم پیدا ہوتا ہو۔ فرمایا۔

لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا۔ الخ

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا۔

رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے ناموں سے ایسے لہجے سے نہ پکارو
جیسا تم ایک دوسرے کو آپس میں پکارتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی پیغمبروں
کے لئے جہاں اس لفظ کو استعمال کیا تعریف کے لئے نہیں بلکہ کفار کا
رد ہو کر تے کے لئے فرمایا۔ یہ لوگ تمہارے اندر رہتے ہیں تمہاری طرح کھاتے
پیتے ہیں۔ ان کے اعمال و اخلاق کی بلندی دیکھو خدائی کا دعویٰ نہیں
رکھتے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیابت و خلافت کا اظہار کرتے ہیں۔
جیسا کہ انما الٰہکم الٰہ واحد کے مبارک الفاظ سے صاف واضح ہے ورنہ یہ

کون سا مشکل مسئلہ اور ناقابل قبول تقریر تھا کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تم خود کہہ دو کہ میں تمہارے جیسا انسان ہوں لیکن مجھے اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ کفار آپکی بشریت کے خود بخود قائل تھے۔ تثلیث کے معترف تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے مزعومات کو دہرا کر ان کو کون سی توحید کی دعوت دی۔ یہ سوچنے کی بات ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ عبث کلام کرنے سے اللہ تعالیٰ پاک ہیں۔ لہذا ان آیات کے دو ہی مقصد ہو سکتے ہیں ایک تو یہ جو اوپر بیان کیا گیا ہے کہ یہ لوگ ایک عام کھلی ہوئی واضح بات کہتے ہیں الوہیت کا ادعا نہیں کرتے بیشک بندہ خدا نہیں ہو سکتا۔ یا پھر ان لوگوں کا جواب ہے جو محض بشر کے نبی ہونے کے منکر تھے اسے محال سمجھتے تھے فرمایا اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تم کہدو کہ یہ کون سا استحالہ ہے میں انسان بھی ہوں اور رسول بھی۔ ادعائے رسالت سے انسان خدا تو نہیں بن جاتا کیونکہ یہ ہر طرح محال ہے۔

ہم نے کسی اہلسنت والجماعت کے کسی عالم کسی قلمکار کی زبان وقلم سے آج تک یہ نہیں سنا کہ تمام رسول انسان نہیں ہوتے بلکہ فرشتے ہوتے ہیں یا خدا ہوتے ہیں۔

ہاں خدا کے بعد تمام مخلوق خواہ وہ فرشتے ہوں یا جن یا انسان

پیغمبر سب سے افضل و اعلیٰ ہوتے ہیں، ایسے انسانوں کے مانند ہرگز نہیں
ہوتے جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کمثل الحمار یحمل اسفارا

سے چارپائے بروکتابے چند

یا ہم کالانعام بل ہم اضل

بلکہ انسان ہوتے ہوئے عام انسانوں کی مانند نہیں ہوتے بشر
ہونے کے باوجود لوازمات بشریت میں تمام مخلوق میں بے مثل ہوتے
ہیں۔ ملاحظہ ہو کنزالعمال ج ۷ صفحہ ۲۸ ابن عساکر والدمشقی
عن رجاله ان اسید ابن ابی اناس مسح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وجهه والقی یده الی صدره فکان
اسید یدخل بیت المظلم فیضئ۔ ابن عساکر اور دمشقی نے اپنی
سند سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک
اسید ابن ایاس کے چہرے اور سینہ پر پھیرا تو اس کا چہرہ اور سینہ اس
قدر روشن ہو گیا کہ اسید اندھیری کوٹھڑی میں داخل ہوتا تو وہ بھی
روشن ہو جاتی۔

سبحان اللہ یہ وہ ہاتھ ہیں کہ جن کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ید اللہ فوق ایدیہم

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمہارا ہاتھ نہیں یہ اللہ کا ہاتھ ہے۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ

یہ مٹی جو تم نے پھینکی ہے اور مٹی کی ایک مٹھی تمام کفار کے آنکھوں میں داخل ہو گئی ہے۔ یہ تم نے نہیں پھینکی یہ اللہ نے پھینکی ہے۔ اسی لئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عبدہ دیگر عبدہ چیزے دگر
ما سراپا انتظار او منتظر

عبدہ صورت گر تقدیر ہا
اندرو ویرانہ ہا تعمیر ہا

۲۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ اخرج البیہقی عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت اتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بترس فیہ تمثال عقاب فوضع یدہ علیہ فاذہبہ اللہ

بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک ڈھال لائے اس پر عقاب کی تصویر بنی ہوئی تھی اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھا۔ تو وہ تصویر بالکل غائب ہو گئی۔

۳۔ حضرت جابر ابن عبداللہ کی دعوت کا واقعہ تمام سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جب اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے

پر بھوک کے آثار دیکھے تو بیوی کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ کھانے کو کچھ ہے۔ بیوی نے کہا یہ بکری اور کچھ بچا ہوا آٹا۔ اس نے بکری ذبح کی اور آٹا پکانے کے لئے کہا اور وہ کھانا ایک لکڑی کے پیالے میں ڈال کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا آپ نے فرمایا سب قوم کو بلاؤ وہ سب آ گئے فرمایا نہیں تھوڑا تھوڑا کرکے میرے پاس بھیجو۔ چنانچہ جب ایک گروہ کھا لیتا تو دوسرا آ جاتا۔ حتیٰ کہ سب نے پیٹ بھر کر کھا لیا تو پیالہ میں کھانا بالکل اسی طرح موجود تھا۔ جس طرح پہلے تھا آپ نے سب کھانے والوں کو کہا کہ خبردار کھانا کھاؤ۔ لیکن کوئی شخص ہڈی نہ توڑے۔ آپ نے وہ سب ہڈیاں اسی پیالہ کے درمیان میں جمع فرمائیں اور اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھا اور کچھ کلام فرمائی جسے ہم نہیں سن سکے

فان الشاة قامت تنفض اذنيها

وہ بکری آپ کے مبارک ہاتھوں کے نیچے سے کان پھڑپھڑاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ نے فرمایا اے جابر اپنی بکری سنبھال! جابر جب عورت کے پاس آیا تو اس نے کہا یہ کیا ہے میں نے کہا خدا کی قسم یہ وہی ہماری بکری ہے جسے ہم نے ذبح کیا تھا۔ حضور نے اللہ سے دعا مانگی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اسے زندہ کر دیا ہے۔ میری بیوی نے کہا۔ بیشک میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

رحمۃ للعالمین الا ذھبیہ۔ مواہب لدنیہ میں اذ ریقا ہا کا ذکر ہے۔ جیسے شرح شمائل ملا علی قاری جلد اول ص۲۳۹ میں ذریقا ہے۔ بلا ریب کہ یہ لفظ زیادہ مناسب ہے۔

۲۔ طبرانی اور ابو نعیم نے اپنی تصانیف میں ایک طویل روایت نقل کی ہے۔ اس کے آخر میں ہے کہ

یابنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلنا یا بنینا انا و امی وخالتی رجعنا من عندہ منصرفین قالت لی امی وخالتی یا بنی ما رأینا مثل ھذا الرجل ولا احسن منہ وجھا ولا انقی ثوبا ولا الین کلاما رأینا کان النور یخرج من فیہ۔ یعنی میری خالہ نے جب حضور کا معجزہ دیکھا تو مجھے کہا کہ مجھے ان کے پاس لے جاؤ۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ مجھے آپ کے پاس جانے سے منع کیا کرتی تھی۔ میری ماں اور خالہ سب حاضر ہوئیں بیعت کی مسلمان ہوئیں واپس جب لوٹیں تو کہا بیٹا ایسا خوبصورت خوب سیرت انسان ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ جب کلام فرماتے تھے تو آپ کے دہن مبارک کے اندر سے نور کے شعلے نکلتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔

ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے کہ

عمرو ابن اخطب انصاری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اور داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی کہ الٰہی اسے زینت بخش راوی کہتا ہے وہ سو سال سے اوپر زندہ رہے لیکن ان کے سر اور داڑھی میں سفید بال نہیں آئے اور ان کا چہرہ چراغ کی طرح چمکتا رہا۔ مرگ تک اس پر جھریاں نہیں پڑیں۔

نسائی نے محمد ابن حاطب سے روایت کیا ہے کہ میں لڑکا تھا کہ جلتی ہوئی ہانڈی مجھ پر گر پڑی اور چہرہ جل گیا۔ میرا باپ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا آپ نے اپنے ہاتھ مبارک پر پھونک مار کر میرے جلے ہوئے چہرے پر اسے پھیرا اور فرمایا اے رب اس کا دکھ دور کر حضرت صحیح الاباس ربہ میں اس وقت تندرست ہو گیا گویا مجھے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعرف باللیل المقبل الی المسجد بریح الطیب۔ یعنی آپ اندھیری رات میں مسجد کی طرف آتے ہوئے پہچانے جاتے اس خوشبو کی وجہ سے جو راستہ میں پھیل جاتی تھی۔ اس حدیث کو راوی نے ابراہیم نخعی سے

اور بزار و ابو یعلی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر سے ابو یعلی اور ابن حاتم اور ابو نعیم نے نقل کیا ہے کہ جب سورۃ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی تو ابی لہب کی بیوی عورا بنت حرب ہاتھ میں پتھر لئے ہوئے جوش و خروش سے تلاش کرتی ہوئی مسجد میں آئی۔ حضرت ابو بکر آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عرض کیا حضرت وہ عورت بپھری ہوئی آ رہی ہے مبادا وار کر جائے آپ نے فرمایا تسلی رکھو وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گی پھر آپ نے جلدی سے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ عورت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سر پر آن کھڑی ہوئی اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تیرا دوست میری ہجو کرتا ہے آپ نے جواب دیا میرا آقا تو شاعر نہیں ہے، ہجو کرنا شاعروں کا کام ہے وہ نبی ہے۔ آپ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا اس سے پوچھو میرے پاس کسی کو دیکھ رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میرے اور اس کے درمیان پردہ کر دیا ہے یہ مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گی زوجہ ابی لہب نے کہا تو مجھ سے تمسخر کرتا ہے تیرے پاس تو کوئی بھی نہیں ہے۔

(د) اب میں ایسے سب نجدیوں کو آواز دوں گا جنہیں قرآن وحدیث سے بشر مثلنا البدو رجلا مثلکم کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ کوئی ہاتھ کوئی جسم اس مبارک ہاتھ اور اس پاک جسم کی مثل ہے تو دکھاؤ اور

ہرگز نہ دکھا سکو۔ اور ہرگز نہ دکھا سکو گے۔ تو اس دوزخ کے عذاب سے
ڈرو جس کا ایندھن ہر سب میرے سے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن
بننے والے کافر یہودی اور نصرانی ہیں۔ بخدا یہ بدترین عقیدہ ہے جو
کفار سے تمہیں ورثہ میں مل رہا ہے۔

اعاذنا الرحمٰن سوء الفتن

بحق حبیبہ

محمد و آلہ و سلم